سبائی فتنہ اور اس کے موید ین

تحریر= خاور امین باجوہ

سردار داؤد احمد صاحب' خال المسلمین کاتب وحی رب العالمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بشارت مغفرت کے امین سیدنا امیر یزید کی خلافت کی نامزدگی کو بدعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اصل بات یہ ہے کہ جو شخص بھی افراد و اشخاص کی بہ نسبت دین کی حقیقی قدروں کو عزیز رکھے گا وہ ہر اس فعل کو بدعت کہے گا جو خلاف کتاب وسنت ہو خواہ اس کا صدور کسی سے بھی ہو حضرت اور غیر حضرت کے لئے دو الگ الگ پیمانے نہیں ہوسکتے کیا عدالت صحابہؓ کا مطلب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی ہر بات کی تائید کی جائے خواہ کتاب وسنت میں اسکے حق میں کوئی دلیل نہ ہو (ماہنامہ ترجمان السنہ شمارہ اپریل صفحہ ۲۸)

موصوف نے اپنی اس تحریر میں واضح طور پر خال المسلمین خلیفتہ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدعتی ٹھہرا دیا ہے مگر اسکے ساتھ ساتھ صفحہ ۳۰ پر یہ بھی تحریر کردیا ہے کہ "امیر معاویہؓ کے کمال کی نسبت سے یہ ایک لغزش ہے جسے اللہ بخش دے گا"

سوال یہ ہے کہ کیا موصوف علم غیب رکھتے ہیں کہ جسکی بنا پر وہ سیدنا معاویہؓ کی اس بدعت کو قابل بخشش قرار دے رہے ہیں؟ نبیؐ کو پوری امت مسلمہ موصوف کو خطاب کرکے بجا طور پر یہ کہہ سکتی ہے'

ع　　اب تک نہ خبر تھی مجھے اجڑے ہوئے گھر کی
　　تم آئے تو گھر بے سر و ساماں نظر آیا

سردار داؤد صاحب نے سیدنا معاویہؓ کے اس فعل کو بدعت تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی تسلیم کیا ہے کہ "حضرت اور غیر حضرت کے لئے دو الگ الگ پیمانے نہیں ہوسکتے کیا عدالت صحابہؓ کا مطلب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی ہر بات کی تائید کی جائے خواہ کتاب وسنت سے اسکے حق میں کوئی دلیل نہ ہو' موصوف نے اپنی اس تحریر میں واضح طور پر یہ تسلیم کرلیا ہے کہ حضرت اور غیر حضرت کے لئے دو الگ الگ پیمانے نہیں ہوسکتے چنانچہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر موصوف خلیفہ کی نامزدگی کے متعلق دو الگ الگ پیمانے رکھ کر دوسروں کو اس بدعت کا مرتکب ہونے کی وجہ سے جب کفر وارتداد کا مرتکب ٹھہرا رہے ہیں تو پھر سیدنا معاویہؓ کو اس کفر (معاذ اللہ) سے مبرا قرار دے کر بخشش اور مغفرت کی صراط مستقیم پر رکھنے کا دعویٰ کیونکر کرسکتے ہیں؟ کیا اسلام کے قوانین سب کے لئے یکساں نہیں ہیں' موصوف کے اس دعویٰ کی وجہ سے حدیث نبویؐ **لو ان فاطمہ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا**

کی حقیقت وماہیت اور حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ **لا یقبل اللہ لصاحب بدعتہ صوما ولا صلوۃ ولا صدقتہ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جہادا ویخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین** (ابن ماجہ)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز اور زکوۃ اور نہ حج و عمرہ اور نہ جہاد اور بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے کہ جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے۔

اگر خلیفہ کی نامزدگی بدعت ہے تو پھر خال المسلمین کاتب وحی رب العالمین سیدنا امیر معاویہؓ کی بھی بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزید کو خلیفہ نامزد کرنے کی وجہ سے بدعتی تسلیم کرنا پڑے گا اور پھر بات صرف یہیں تک نہیں رہے گی بلکہ سیدنا معاویہؓ کو کافر بھی تسلیم کرنا پڑے گا (معاذ اللہ) کیا کوئی مسلمان، صحابیؓ اور ہادی و مہدی سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھ سکتا ہے؟

ع بہت کچھ جل چکا ہے اور جلے گا دیکھئے کب تک
ہے زد میں برق سوزاں کی ترا کاشانہ برسوں سے

سردار داؤد صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش لاحاصل بھی کی ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ نے محض شفقت پدری کی وجہ سے امت مسلمہ کے مفاد کو پس پشت ڈال کر خواہش نفسانی کی وجہ سے یلغار کی بنا پر اپنے بیٹے کو جانشین بنایا۔ حالانکہ موصوف کو یہ علم ہونا چاہئے کہ خال المسلمین خلیفہ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب قرآن تھے اس لئے اگر سیدنا معاویہؓ سے ہمارا اعتماد جاتا ہے تو پھر قرآن سے بھی ہمارا اعتماد جاتا ہے نیز صحابہؓ کرام کا ہر کام ازروئے قرآن رہنمائے الٰہی کے تابع ہوتا ہے ان حقائق کے ہوتے ہوئے سیدنا معاویہؓ پر بدنیتی کا الزام اور وہ بھی بغیر کسی تاریخی روایت کے ثبوت کے کتنی ناانصافی غلط بیانی اور قرآنی فیصلے کی نافرمانی ہے؟

موصوف نے بیٹے کی بطور خلیفہ نامزدگی کو فعل حرام قرار دینے کے لئے سیدنا فاروق اعظمؓ کی طرف سے اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کو بطور خلیفہ نامزد نہ کرنے کے واقعہ سے بھی استدلال کرکے سیدنا فاروق اعظمؓ کو اس مسئلہ میں اپنا ہم موقف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر مکمل بددیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس حقیقت کو نظر انداز کردیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے بیٹے کی جانشینی کے مشورے کو اس لیے مسترد نہیں کیا تھا کہ وہ بیٹے کی جانشینی کو ناجائز خیال کرتے تھے اگر ایسا ہوتا تو داماد علیؓ مراد نبیؐ سیدنا فاروق اعظمؓ واضح طور پر اعلان فرمادیتے کہ باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی ونامزدگی فعل حرام اور بدعت ہے اس لئے میں اپنے بیٹے عبداللہ کو نامزد کرکے اس فعل حرام اور بدعت کا ارتکاب نہیں کرسکتا حالانکہ فاروق اعظم نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس فیصلے اور عمل کی

اساسی وجہ کی ترجمانی ونشاندہی خود ہی فرمادی تھی کہ :

"میں (یعنی عمرؓ) کیسے اس شخص کو خلیفہ بنا سکتا ہوں جو اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے سے عاجز رہا ہو"

(بخاری کتاب الاحکام، تاریخ طبری جلدی ۳ صفحہ ۲۸۸، طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

اس حقیقت کے باوجود سردار صاحب کا اس سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

ع دلچسپ ہے آفت ہے، قیامت ہے، غضب ہے
ادا ان کی قد ان کا چال ان کی چلن ان کا

موصوف نے افضل وبہتر صحابہؓ کو چھوڑ کر کمتر اور مفضول بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزید کے خلیفہ نامزد کرنے کے فعل کو ناجائز قرار دیا ہے مگر موصوف نے اس حقیقت کو نظرانداز کردیا ہے کہ سیدنا حسنؓ کو بھی تو افضل وبہتر صحابہؓ کو چھوڑ کر خلیفہ نامزد کیا گیا تھا اور انکی بیعت خلافت کی گئی تھی حیرت اور تعجب ہے کہ جو چیز سیدنا حسن بن علیؓ کے حق میں قابل اعتراض نہیں وہ بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزید کے حق میں کیونکر قابل اعتراض اور ناجائز قرار دی جاسکتی ہے؟

ع گر نہ بیند بروز سپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

سردار داؤد صاحب مزید لکھتے ہیں کہ "سیدنا معاویہؓ نے محبت کی زیادتی میں اپنے بیٹے یزید کو جانشین مقرر کردیا اور اسکے (یعنی یزید) کے وہ عیوب انکی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے جو دن چڑھے سورج سے بھی واضح تر تھے۔ صفحہ ۳۰" موصوف نے یہ تحریر کرتے وقت اس حقیقت کو نظرانداز کردیا کہ کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمانؓ بن عفان کے دور خلافت میں جب بدامنی اور فساد شروع ہوا تو اس فساد وشورش نے پوری مملکت اسلامیہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا مگر شام کا پورا علاقہ جہاں سیدنا معاویہؓ گورنر تھے اس پورے علاقے میں کسی بھی جگہ سیدنا معاویہؓ کے تدبر، فہم وفراست اور بے مثل بصیرت کی وجہ سے شورش اور فتنہ وفساد نہ ہوا بلکہ حالات مکمل طور پر پرسکون رہے اور کسی مکھی ومچھر تک کو بھی خراش نہ آئی پھر اسی بے مثال بصیرت کے حامل سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، دن چڑھے سورج کی روشنی سے بھی زیادہ واضح فاسق سیدنا یزید کو کیونکر خلیفہ نامزد کرسکتے تھے؟ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین جنہوں نے قیصر وکسری جیسی طاقتوں حکومتوں کو دن میں تارے دکھائے اور اور کبھی بھی کلمہ حق کہنے سے باز نہ آئے انہوں نے اس موقع پر اپنی غیرت ایمانی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خال المسلمین کاتب وحی رب العالمین کو اس عظیم غلطی سے کیوں نہ روکا؟ سردار صاحب نے ہم پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ "ہم نے علمی بددیانتی کا ثبوت

دیتے ہوئے علامہ ابن خلدون کی طرف سے یزید کی ولی عہدی کو جائز اور صحیح ثابت کرنے کی کوشش کو تو نقل کردیا ہے مگر ابن خلدون کی طرف سے یزید کو فاسق ماننے کا ذکر نہیں کیا" مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہماری طرف سے ایسا کرنا علمی بددیانتی بلکہ حقائق کی ترجمانی ہے کیونکہ

اولاً : ہم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ علامہ ابن خلدون نے امیر یزید کو صالح اور نیکو کار تسلیم کیا ہے' بلکہ ہم نے صرف ابن خلدون کی طرف سے امیر یزیدؒ کی ولی عہدی کو جائز اور صحیح تسلیم کرنے کا ہی ذکر کیا ہے۔

ثانیاً : اگر ابن خلدون کا حقائق کے علی الرغم فسق امیر یزیدؒ کا یہ دعویٰ تسلیم کیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ اگر امیر معاویہؓ کو مرتے دم تک اپنے بیٹے بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزید کے فسق کا جوہر وقت ان کی نظروں کے سامنے رہتے تھے جب کوئی علم نہ ہوا اور نہ دوسرے صحابہؓ کو تو پھر سینکڑوں کوس بیٹھے ہوئے سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ علم کیسے ہوگیا؟

ع یہ عقیدہ کی خرابی کہہ تو دو کیسی بنی
غیر کو مجرم بناتے تھے یہ گت اپنی بنی

علامہ ابن خلدون کا یہ دعویٰ صحیح تاریخی روایات کے خلاف اور برعکس ہے اس لئے سردار داؤد صاحب کا علامہ ابن خلدون کے موقف سے استدلال اصول طور پر بھی غلط ہے کیونکہ تاریخی واقعات کسی کی رائے سے نہیں بلکہ قابل قبول روایت سے ثابت ہوتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور صحابی سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے خال المسلمین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزید کی بیعت کرتے ہوئے فرمایا: "بلاشبہ حضرت امیر معاویہؓ کے فرزند یزید اپنے خاندان کے نیکوکاروں میں سے ہیں اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور اطاعت کرو اور بیعت میں داخل ہو پھر آپ خود تشریف لے گئے اور (یزید کی) بیعت کی (انساب الاشراف بلاذری جلد ۴ صفحہ ۴' الامامت و السیاست جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ بحوالہ القول المفتوح صفحہ ۵۰ از علامہ فیض عالم شہیدؒ)

علامہ ابن خلدون' سردار داؤد صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے موقف کے علی الرغم' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو امیر یزید کی بیعت کرتے وقت انہیں صالح اور نیکوکار قرار دے کر دوسرے صحابہؓ کو بھی انکی بیعت واطاعت کی تلقین کررہے ہیں تو پھر بشارت مغفرت کے امین سیدنا امیر یزید کو کیونکر فاسق و فاجر قرار دیا جاسکتا ہے؟

ع ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

خال المسلمین کاتب وحی رب العالمین سیدنا امیر معاویہؓ نے ملک میں ہر طرف وفود بھیج کر دور خیرالقرون میں ہر طرف موجود اہل فکر ونظر کی رائے معلوم کرنے کے بعد رائے عامہ کو سیدنا یزید کو اکابرین مملکت اسلامیہ کے اصرار اور مشورہ کے بعد بالآخر ۵۶ ہجری میں اس دعا کے ساتھ ولی عہد نامزد کیا کہ:

الٰہی اگر میں یزید کو اپنا بیٹا ہونے کی وجہ سے محض شفقت پدری سے اپنا ولی عہد بنایا ہے تو آپ اس کے تخت نشین ہونے سے پہلے ہی اسکی جان قبض کرلیں اور اگر وہ اس کا اہل ہے اور دوسروں پر برتری رکھتا ہے تو آپ اس کام کو انجام تک پہنچائیں (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس مرحلے پر سیدنا معاویہؓ نے دعا کی تھی کہ:

"الٰہی! تو سب کچھ جانتا ہے اگر میں نے یزید کو اس وجہ سے ولی عہد بنایا ہے کہ یہ فی الواقع ہی اس کا اہل ہے تو' تو اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے اور اگر میرے اس اقدام میں بیٹے کی محبت کا جذبہ کار فرما ہے تو' تو اپنی مدد کا ہاتھ روک لے اور اس کام کو پورا نہ ہونے دے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۸۰)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی کی مظہر ان دعاؤں کے علی الرغم اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "سیدنا معاویہؓ نے بدنیتی اور محض شفقت پدری کی وجہ سے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنایا: تو کیا ایسا شخص حقیقت سے انحراف واعراض کرنے کے ساتھ ساتھ بالفاظ دیگر یہ بھی باور نہیں کرانا چاہتا کہ قرآن مجید صحابیؓ ہونے کی وجہ سے جس امیر معاویہؓ کی تعریف اور عظمت ومنقبت بیان کر رہا ہے' وہ معاویہ بالکل جھوٹے اور بدکار تھے (معاذ اللہ) کیا ایسی صورت میں قرآن مجید کے سیدنا معاویہؓ کے متعلق فضائل ومناقب بالکل افسانہ اور صریح داستان سرائی معلوم نہیں ہوتے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس کردار و عظمت میں جسے قرآن نے بیان کیا ہے اور اس کردار میں جسے سردار داؤد اور ڈاکٹر عابد نظامی صاحبان نے بیان کیا ہے تطبیق ناممکن ہوگئی ہے' ایک کو صحیح ماننے کی صورت میں لازماً دوسرے کی تکذیب وتردید کرنا پڑتی ہے' بیک وقت دونوں کی صحت کو ثابت نہیں کیا جاسکتا! ان دونوں میں سے سچا کون ہے کیا قرآن سچا نہیں؟

ع قیامت خیز ہے فسانہ پر درد وغم میرا
نہ کھلواؤ زبان میری نہ اٹھواؤ قلم میرا

اسی طرح سردار داؤد صاحب نے بشارت مغفرت کے امین سیدنا یزید کو فاسق وفاجر قرار دے کر انہیں رحمتہ اللہ علیہ کہنے کو بھی ناجائز اور حرام قرار دیا ہے (ترجمان السنہ صفحہ ۳۰)

محقق اہلحدیث حافظ صلاح الدین یوسف اس بناء الفاسد علی الفاسد کے مصداق اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "واقعہ کربلا کی جو بھی حقیقت ہے اس پر ہم مختصراً" روشنی ڈال آئے ہیں اور امام

غزالی وغیرہ کی تصریحات سے ہم اپنے سابقہ مضمون میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اس سلسلے میں یزید کو مطعون کرنا درست نہیں کیونکہ نہ اس نے خود ایسا (یعنی قتلِ حسینؓ) کیا نہ ایسا کرنے کا حکم دیا نہ اسکو پسند کیا۔ اگر (بالفرض) کسی درجے میں سانحہ کربلا اور واقعہ حرہ کا ذمہ دار یزید ہی کو ٹھہرا لیا جائے اور اس بنا پر اس کو "فاسق و فاجر اور ظالم و قاتل" سمجھ لیا جائے تب بھی یہ جرائم کبار ہی میں شمار ہوں گے اور کبار کے ارتکاب سے کوئی مسلمان نہ دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے نہ رحمت و مغفرت الٰہی سے محروم (نماز جنازہ بھی تو مغفرت و رحمت کی دعا ہے اگر ایک گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لیے نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے' بلکہ ضرور پڑھی جاتی ہے تو پھر اسے رحمتہ اللہ علیہ کہنے میں کیا حرج ہے؟) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسکے تمام گناہ معاف کرسکتا ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے شرک کے علاوہ میں چاہوں گا تو دوسرے گناہ معاف کردوں گا (سورۃ النساء) پھر یزید کی مغفرت کے لئے تو بالخصوص بشارت نبویؐ بھی موجود ہے اور آیت قرآنی اور حدیث نبویؐ کے علاوہ اہلسنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک وکفر کے علاوہ ہر گناہ معاف کرسکتا ہے ...... اول تو اس بات کا ہی کوئی شخص ثبوت پیش نہیں کرسکتا کہ یزید نے ان جرائم پر اپنی زندگی میں توبہ نہیں کی اور بغیر توبہ کے ہی مرگیا بلکہ ۹۹ فیصد اسی بات کا امکان ہے کہ اس نے یقیناً" توبہ کی ہوگی۔ آخر وہ مسلمان اور نماز روزے کا پابند تھا اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وہ بغیر توبہ ہی مرا' تب بھی جب تک اس کے کفر وارتداد کا ثبوت مہیا نہیں کردیا جاتا' اس کو امکان مغفرت سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھ لیجئے! اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ کفر وشرک کے علاوہ جو بھی گناہ ہو اور اس کا مرتکب چاہے بے توبہ ہی مرگیا تب بھی اس کا معاملہ اللہ کی مشیت پر ہے چاہے عذاب دے چاہے بخش دے موصوف اس کو (یعنی امیر یزید" کو) "ظالم اور فاسق وفاجر" تسلیم کرا کے معلوم نہیں کیا چاہتے ہیں؟ اور ان کے ذہن میں کیا ہے؟ اس کو انہوں نے کھولا نہیں اگر اس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ ایسے شخص کو مغفرت ممکن نہیں تو ہم موصوف سے دلائل شرعی کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر صرف اس کا ظلم تسلیم کرانا مطلوب ہے تو اسے تسلیم کرنے سے وہ (یعنی امیر یزید") دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا ہے وہ کتنا بھی گناہگار اور "ظالم وفاسق" ہو وہ بہرحال مسلمان تھا اور عین ممکن ہے کہ مرنے سے پہلے وہ تائب بھی ہوگیا ہو' نہ بھی تائب ہوا ہو تو امکان مغفرت بہرحال اسکے حق میں موجود ہے۔ اور اگر موصوف کا مطلب اس سے یہ ہے کہ ایسے شخص کے لئے دعائے رحمت ومغفرت نہیں کرنی چاہیئے تو یہ بات بھی صحیح نہیں' دعا تو ہوتی ہی گنہگاروں کے لئے ہے۔ ہم کسی گنہگار مسلمان کے لئے دعا نہ بھی کریں تب بھی ہماری عام دعاؤں میں وہ ضرور شامل ہو جائے گا جب ہم کہیں گے "اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات" ترجمہ: اے اللہ تمام مومن ومسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے" تو اس میں ہر مومن از خود شامل ہو جاتا ہے چاہے وہ کیسا ہی گنہگار ہو (ماہ محرم اور موجودہ مسلمان از حافظ صلاح الدین یوسف' صفحہ ۴۲'

(جاری ہے)